فاعتبروا یا اولی الابصار

رسالہ

نابینا علما

مؤلفہ

نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی

جو

ندوۃ العلما کے اجلاس مفتم مقام عظیم آباد (پٹنہ) میں پیش ہوا

اور

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں طبع ہوا

سنہ ۱۳۵۶ھ
۱۹۳۷ء
ایک ہزار جلد

کانفرنس گزٹ علی گڑھ

یعنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا تعلیمی و اصلاحی اخبار

جو زیر نگرانی

نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکریٹری کانفرنس

مہینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ اس میں علی گڑھ کی تعلیمی تحریک، مسائل تعلیم و تربیت موجودہ نظام تعلیم اور اصلاح تمدن و معاشرت پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے اسلامی پریس نے نہایت عمدہ و حوصلہ افزا الفاظ میں اس پر ریویو کیا ہے اور اس کے اخلاقی و اصلاحی بلند پایہ مضامین کی خاص طور پر مدح و ستائش کی ہے اور پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبجات متحدہ نے اپنے اجلاس دہم منعقدہ اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام علی گڑھ کے رزولیوشن کے ذریعے سے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر زور سے متوجہ کیا تھا۔ طلبہ، اساتذہ، والدین اور عام ناظرین غرض سب کے لئے اس کا مطالعہ مفید و ضروری ہے۔ اخبار بہت عمدگی و نفاست سے اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور مستند و تعلیم یافتہ و لائق اصحاب اس میں بلند پایہ مضامین لکھتے ہیں اور جدید تالیفات پر خاص اہتمام سے ریویو کر کے ارباب تالیف کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ نمونہ ایک کارڈ لکھنے پر مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپیہ (سے ۳)

ایڈیٹر: اکرام اللہ خان ندوی

ملنے کا پتہ: صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

فہرست مضامین

(نابینا علماء)

۶۸۶

نابینا علما

(فہرستِ اسماء بترتیب ابجدی)

شمار	اسماء	صفحہ	شمار	اسماء	صفحہ
۱	ابن دہان نحوی	۲۷	۱۷	جمال الدین (قاری)	۳۲
۲	ابن منصور	۲۹	۱۸	حماد ابن زید	۱۲
۳	ابو اسحاق	۳۲	۱۹	زبیر بصری	۱۰
۴	ابو الحسن مصری	۲۰	۲۰	سہل ابن بکار	۱۱
۵	ابو العباس رازی	۲۲	۲۱	سعدان نحوی	۲۳
۶	ابو العلا معری	۱۸	۲۲	شاطبی	۲۵
۷	ابو العینا	۱۳	۲۳	صائن الدین	۲۹
۸	ابو القاسم عمر نحوی	۲۵	۲۴	علی قیروانی	۲۴
۹	ابو بکر نحوی	۱۷	۲۵	قتادہ	۷
۱۰	ابو جعفر نحوی	۱۷	۲۶	کمال الدین	۳۱
۱۱	ابو عمر	۱۳	۲۷	محمد ابن منہال	۱۱
۱۲	ابو معاویہ	۱۰	۲۸	محب الدین حنبلی	۲۷
۱۳	ابو معشر	۱۲	۲۹	مغیرہ ابن مقسم	۱۲
۱۴	اسمٰعیل ابن احمد	۳۲	۳۰	ناقداری	۳۱
۱۵	بشار	۸	۳۱	وراق نحوی	۲۳
۱۶	جمال الدین	۳۱	۳۲	ہشام نحوی	۲۱

نابینا علما

(فہرست اسمار بترتیب زمنی)

اسمار	ولادت	وفات	نمبر	اسمار	ولادت	وفات
مغیرہ ابن مقسم	سنہ ۱۸ھ	۰	۱۸	زبیر مصری	۰	سنہ ۳۲۰ھ
حضرت قتادہ	سنہ ۶۱ھ	سنہ ۱۱۸ھ	۱۹	ابوالعباس رازی	۰	۳۹۹
بشّار	۰	سنہ ۱۶۸ھ	۲۰	وزّاق نحوی	۰	۴۷۰
ابو معاویہ	۱۱۳ھ	۰	۲۱	ابوالقاسم عمر	۰	۴۸۲
حماد ابن زید	۰	۱۷۹	۲۲	علی قیروانی	۰	۴۸۸
ہشام نحوی	۰	۲۰۹	۲۳	تاقداری	۰	۵۷۵
ابوعمر	۰	۲۲۰	۲۴	امام شاطبی	۵۳۸	۵۹۰
سہل ابن بکّار	۰	۲۲۷	۲۵	ابن منصور	۵۰۱	۵۸۸
محمد ابن منہال	۰	۲۳۱	۲۶	محب الدین حنبلی	۵۳۸	۶۱۶
ابوجعفر نحوی	۰	۲۳۱	۲۷	ابن دہان نحوی	۵۳۲	۶۱۲
سعدان نحوی	۰	۰	۲۸	جمال الدین	۰	۶۵۶
ابوبکر نحوی	۰	۰	۲۹	جمال الدین قاری	۰	۶۶۱
ابومعشر	۰	۰	۳۰	کمال الدین	۰	۶۹۱
ابوالعینا	۱۹۱	۲۸۳	۳۱	ابواسحاق عراقی	۰	۶۸۲
ابوالحسن مصری	۰	۳۰۶	۳۲	اسمٰعیل ابن احمد	۰	۰
صائن الدین		۳۰۶				
ابوالعلا معری	۳۶۳	۰		——[illegible]——		

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ستایش کنم ایزدِ پاک را　　کہ دانا و بینا کند خاک را

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

دنیا میں آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں ان سے محروم ہو جانا قدرت کے ایک بیش بہا عطیہ سے محروم ہو جانا ہے جن کی بینائی جاتی رہتی ہے وہ عام طور پر عضو معطل خیال کر لئے جاتے ہیں اور ان کی نسبت یہ مان لیا جاتا ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ وہ خود بھی اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھنے لگتے ہیں مگر ایسا خیال کر لینا اُن بیش بہا قوتوں کی ناشکری ہے جو خداوند عالم نے علاوہ آنکھوں کے انسان کو بخشی ہیں۔ آنکھ دماغ کے بہت سے مجزوں میں سے ایک مجز ہے ایک مجز کے کام آجانے سے سر دار کیوں بیکار تسلیم کر لیا جائے۔ آنکھ بہت سے اعضا میں سے ایک عضو ہے وہ جاتی رہے تو یہ کیوں تصور کیا جائے کہ سب اعضا نکمے ہو گئے یہ سمجھنا بیشک ٹھیک ہے کہ ایک نہایت نفیس و عزیز عضو جاتا رہا۔ مگر اُس کے جانے کے بعد اور سارے قوائے عقلی کو بیکار کر دینا نکموں کا کام ہے۔ نابیناؤں کو دیکھ کر ہر ایک کو رحم آتا ہے۔ مگر یہ عبرت کم ہوتی ہے کہ ہم اپنی آنکھوں کی قدر کریں اور ان سے اعلیٰ خدمت لیں۔

یورپ میں اس زمانہ میں ترقی کے میدان میں اندھوں کی تعلیم بھی تیز قدمی دکھا رہی ہے۔ انگلستان میں ایک عظیم الشان مدرسہ بمقام ووسٹر کالج نابیناؤں کی تعلیم کے واسطے قائم ہے وہاں کے بابصیرت نابینا پڑھنے والوں اور اُن کی تعلیم کے حالات پڑھ کر حیرت اور حیرت کے ساتھ عبرت ہوتی ہے۔ قدرت کی فیاضی کا سبق حاصل ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی سے کوئی نعمت سلب فرمالیتا ہے تو اُس کی تلافی دوسری طرح فرمادی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے اندر جس وقت انسان داخل ہوتا ہے در و دیوار سے بزبان حال یہ صدا آتی ہے ؎

ہے عجب سیر اگر دیدۂ بینا دیکھے　　　دیکھنا ہو جسے عبرت کا تماشا دیکھے

کسی طرف لڑکے کرکٹ کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کسی طرف لڑکیاں ترتیب و صفائی سے نصف دائرہ کی شکل میں بیٹھی ہوئی ہیں اُن کے مقابل اُستانی بیٹھی کوئی دلچسپ قصّہ سنا رہی ہے۔ لڑکیوں کے دل بشّاش ہیں اور چہرے شگفتہ فرط مسرت سے قہقہے لگاتی ہیں موقع موقع سے بحث کرتی جاتی ہیں۔ اس مدرسہ کے طلبا کتابیں پڑھتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ علاوہ پڑھنے لکھنے کے لڑکیاں سلائی اون کی بناوٹ ڈورے بنانا اور کرسی وغیرہ بننے کا کام سیکھتی ہیں۔ مرد بید کی ٹوکریاں بکس وغیرہ بنانا سیکھتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی معاش اپنی قوت بازو سے پیدا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ مدرسہ میں جابجا تختیاں آویزاں ہیں اور اُن پر بتاکید یہ ہدایت ہے کہ آنے والے اندھے کا لفظ یا وہاں کے طلبا کی بیکسی کی نسبت کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالیں تاکہ اُن کے دل

پژمردہ نہوں۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ اندھے کتاب کس طرح پڑھتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے
کہ ایک قسم کا ٹائپ ایجاد کیا گیا ہے جس کے حروف کاغذ پر ابھر آتے ہیں اور انگلیوں
سے محسوس ہونے لگتے ہیں۔ حروف تہجی کو زیادہ سادہ کرنے کے لئے حرفوں کی
معمولی شکل چھوڑ کر ایسے حروف ایجاد کئے گئے ہیں جو نقطوں کی مختلف ہیئتوں سے
بنتے ہیں یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ اس طریقہ کو فرانس کے ایک اندھے نے ایجاد
کیا ہے۔ مدرسۂ مذکور میں انجیل وغیرہ بہت سی کتابیں اندھوں نے چھاپی ہیں۔ اور بینیئے
اندھے ایک ماہوار رسالہ نکالتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر، نامہ نگار، چھاپنے والے
غرض سارے کارگزار اور خریدار نابینا ہیں۔ اس رسالہ میں ایک مضمون کوہستانی
منظر پر چھپا تھا پیرایۂ بیان ایسا پاکیزہ ہے کہ تصویر بن گیا ہے بطور نمونہ تھوڑا سا ترجمہ
درج کیا جاتا ہے: "ممالک یورپ میں بہت سے خوشنما کوہستانی سلسلے ہیں۔ مگر شاید سب سے
بہتر ایلپس اور پائرنیز ہیں۔ آخر الذکر فرانس اور اسپین کے مابین واقع ہے اس کا
منظر نہایت دلفریب ہے سر بفلک چوٹیاں برف کے ان ٹھنڈے جبوں سے ڈھکی
ہوئی ہیں جن کے کناروں پر چیڑ، شاہ بلوط، اخروٹ وغیرہ کے وسیع جنگلوں کی سبز
گوٹ لگی ہوئی ہے۔ یہ کوہسار اگرچہ نہایت جانفزا ہے لیکن ایلپس کی عظمت و جبروت
کے آگے کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ سیاحوں نے علم و ادب کے ذریعہ سے ان حیرت خیز
مناظر کا حال ہم تک پہونچایا ہے جو دوران سیاحت میں انھوں نے ان پہاڑوں کی
بلندیوں پر دیکھے۔ صبح کے وقت اس کوہسار کا عجب عالم ہوتا ہے۔ وہ نظارہ

کیسا باعظمت ہوتا ہے جبکہ چوٹی کے بعد چوٹی نکلتے ہوئے سورج کی کرنوں سے چمک اٹھتی ہے اور نیچے کے درے سایہ کی چادر میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں رفتہ رفتہ یہ آب و تاب ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور برفانی حصوں کے سر آبدار ہیروں کے تاج سے مزین ہوجاتے ہیں جو عالم سکوت کے ان بادشاہوں کے سروں کے شایاں ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اندھوں کے دماغوں میں پہاڑوں کی صحیح ہیئت کا تصور کیونکر قائم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کار داں اُستاد کھریا مٹی کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بناتے ہیں اور شاگرد اُن کو ٹٹولتے ہیں۔ جب قوت لامسہ کی مدد سے پہاڑیوں کی شکل دماغ میں منقش ہوجاتی ہے تو وہ پہاڑیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور کثرت مشق کے بعد نقلی پہاڑیاں بنانے پر قادر ہوجاتے ہیں۔ لیکن جو صحیح تصور مختلف اشیا کا ان نابینا طلبا کے ذہن میں ہوتا ہے اُس کا یہ ناقص ذریعہ ہے جو اوپر بیان ہوا۔ خود اس مدرسہ کے لائق و تجربہ کار اُستاد اس سوال کے کماحقہ حل کرنے سے عاجز ہیں کہ جب طالب علموں نے کسی مکان، گھوڑے، درخت یا خود اپنے ابنائے جنس کو نہیں دیکھا تو پھر کس طرح اُن کے ذہن میں اُن کتابوں کا صحیح مفہوم پورے طور پر آجاتا ہے جن میں ان کا ذکر ہوتا ہے اور کیوں کر وہ روزمرہ کے مباحث پر ٹھیک واقفیت و صحت کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔ ان اُستادوں کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ اگرچہ بہت سا علم نابینا لوگ قوت لامسہ کے ذریعہ سے حاصل کر لیتے ہیں مگر اس قدر علم اُن کے تمام تخیلات کی بنا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص اس گروہ کو کوئی

مادّۂ فہم ایسا عطا ہوا ہے جو بدون وسیلۂ حواس ظاہر علم حاصل کر لیتا ہے ان نابینا طلبا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ٹوکریوں بکس اور اُن کے بنے ہوئے سامان کی تصویریں دیکھئے تو اُن کی موزونی خوبصورتی اور باریکی و تکمیل سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بدون دیکھے ہوئے وہ کیونکر بنائے گئے۔ اور کس طرح اُن کی پیچیدہ ہئیتوں کی تکمیل کا حق ادا ہوا۔ اندھوں کی تعلیم کوئی جدید ایجاد نہیں ہے۔ تاریخ خبر دیتی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کے دور میں نابینا بھی علمی کمالات سے مالا مال تھے یورپ کے پڑھے ہوئے اندھوں پر اُن کو یہ فوقیت تھی کہ اُن کے لئے تحصیل علم کے ایسے آسان ذرائع مہیا نہ تھے جیسے آج کل ہیں۔ وہ شوقِ تکمیل میں دور دراز ممالک کا سفر کرتے تھے اساتذۂ فن کی خدمت میں منزلیں طے کر کے حاضر ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں کاریگری و صنعت نے جو ترقی کی ہے وہ اگلے زمانہ میں نہ تھی اور اس لئے وہ ذریعے نابیناؤں کی تعلیم کے یقیناً نہ تھے جو اب ہیں تاہم دقیقہ سنج اُستاد اپنے شاگردوں کے ذہن صحیح معلومات سے معمور کر دیتے تھے۔ اس زمانہ کے ایک نابینا مسلمان عالم سے (جو علاوہ علوم عربیہ کے فاضل ہونے کے باکمال طبیب بھی ہیں) سوال کیا گیا کہ آپ کو اقلیدس کی شکلوں کی ہیئت کذائی کیونکر معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ میرے اُستاد نے میری پشت کو سلیٹ اور اپنی اُنگلی کو قلم بنا لیا تھا۔ دائرہ مثلث وغیرہ کی شکل وہ اپنی اُنگلی سے میری پشت پر کھینچ دیتے تھے اور اس ذریعہ سے اشکال کی ہیئت خاص میرے ذہن میں آجاتی تھی۔

تاریخ ابن خلکان، تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی، نزہۃ الالبا علامہ ابن انباری کی مدد سے مسلمان نابینا فضلا کے حالات میں نے اس مختصر رسالہ میں جمع کئے ہیں۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ علم تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فرائض، حساب وغیرہ علوم نقلی وعقلی میں نابینا کامل گزرے ہیں۔ بعض افراد ان میں مثلاً حضرت قتادہ، ابوالعلاء معرّی، بشار اپنے اپنے فن میں ایسے باکمال ہوتے ہیں کہ بینا علما میں اُن کی نظیر مشکل سے نظر آئیگی۔ اُنھوں نے بڑے پایہ کی کتابیں تصنیف کیں اُن کے حلقۂ درس میں بڑے بڑے نامور علما پیدا ہوئے۔ حیف اے اہل اسلام اب ہم میں آنکھوں والے اُس نعمت کی قدر نہیں کرتے جس کو اگلے نابینا تک آنکھوں سے لگائے ہوئے تھے۔ کاش ان نابیناؤں کے حالات دیکھ کر ہماری آنکھیں کھلیں، عبرت حاصل ہو اور سوچیں کہ خداوند تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قوتوں سے کام نہ لینا سخت کفران نعمت ہے اور جس روز نعمتوں کا حساب ہوگا اُس روز ہم کیا جواب دینگے۔ میری دلی آرزو ہے کہ یہ مختصر رسالہ دلوں میں اثر کرے اور "آئینہ داری در محلۂ کوراں" کا مصداق نہ ٹھہرے۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

خاکسار محمد حبیب الرحمن خان شروانی

بھیکن پور ضلع علی گڑھ
غرۂ رجب المرجب ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) حضرت قتادہ

ابو الخطاب کنیت وطن بصرہ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے جلیل القدر تابعی اور بڑے پایہ کے مفسر تھے۔ تفسیر کے علاوہ حدیث، علم انساب، تاریخ عرب اور علم ادب و لغت میں اُن کی جلالت شان اور کمال مسلّم ہے۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ خلیفہ دمشق کے دربار کا شتر سوار اُن کے دروازہ پر مذکورۂ بالا علوم کے متعلق کوئی بات دریافت کرنے نہ آتا ہو۔ سعید ابن المسیبؓ کے شاگرد ہیں۔ جب اُن کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا تو اس کوشش و جد کے ساتھ علم حاصل کرتے تھے کہ ابن المسیبؓ گھبرا اُٹھے اور تیسرے روز فرمانے لگے اے اندھے تو یہاں سے نکل تو نے مجھکو نچوڑ لیا۔ اُن کا قول ہے کہ میں نے کسی محدث سے حدیث دوبارہ سنانے کی فرمائش نہیں کی اور جو بات میرے کان میں ایک دفعہ پڑ گئی حافظہ میں محفوظ ہو گئی۔ امام ابن حنبلؒ نے اُن کی نسبت فرمایا ہے کہ تفسیر و اختلافی مسائل کے سب سے زیادہ عالم ہیں۔ امام ممدوح نے اُن کی فقاہت کی بھی تعریف فرمائی ہے۔ بصرہ کے بلند و پست حصّوں میں بے تکلف بغیر رہبر کے پھرتے تھے۔

ایک روز پھرتے پھرتے ایک مسجد میں پہونچے وہاں ابن عبید وغیرہ بیٹھے تھے اتفاقاً اسی وقت اُن لوگوں نے حضرت حسن بصری کا حلقہ چھوڑ کر اپنا حلقہ جدا قائم کیا تھا اُن کی آواز سُن کر قتادہ سمجھے کہ حسن بصری کا حلقہ ہے۔ قریب آئے تو اصلی حال معلوم ہوا بیساختہ زبان سے نکلا ھٰؤلاء المعتزلۃ اس روز سے گروہ مذکور کا یہی لقب ہو گیا۔ ۱۱۸ھ ہجری میں شہر واسط میں مبتلائے طاعون ہو کر رحلت فرمائی۔

(۲) شاعر مشہور بشار

ابو معاذ کنیت تھی۔ اصل میں ایرانی تھے نابینا پیدا ہوئے آنکھوں کے حلقے سوجے ہوئے اور سرخ۔ بلند بالا، خوب توانا اور فربہ چہرہ پر کثرت سے چیچک کے داغ۔ یہ حلیہ تھا جو شعرا اسلام کے بعد پیدا ہوئے اُن میں اول درجہ کے شاعر ہیں خلیفہ بغداد مہدی کے مداحوں میں تھے۔ مہدی کے زمانہ میں زندقہ کا بڑا زور تھا اور دربار خلافت پوری قوت سے اُس کو دبا رہا تھا۔ ان پر بھی یہ الزام لگایا گیا اور سزا میں ستّر درّے کا حکم ہوا۔ زندہ دل شاعر اس سخت سزا کو برداشت نہ کر سکا اور اسی صدمہ سے جان دی یہ ۱۶۸ھ کا واقعہ ہے عمر نوّے برس سے زائد تھی بعض عزیزوں نے لاش لیجا کر بصرہ میں دفن کر دی اُن کی یہ رائے بیان کی جاتی ہے کہ آگ خاک سے بہتر ہے لہذا ابلیس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا تو اچھا کیا۔ اس مضمون کا ایک شعر بھی ان کی طرف منسوب ہے ؎

اَلْاَرْضُ مُظْلِمَۃٌ وَّالنَّارُ مُشْرِقَۃٌ   وَالنَّارُ مَعْبُوْدَۃٌ مُذْ کَانَتِ النَّارُ

مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ دشمنوں نے بیچارہ کے تباہ کرنے کے لئے یہ مضمون ایجاد کیا تھا اور اس کی متعدد دلیلیں ہیں۔ ابن خلکان نے یہ قول نقل کیا ہے کہ بشار کی کتابیں چھانی گئیں مگر یہ مضمون کہیں نظر نہیں پڑا۔ دوسرے یہ کہ اُن کی ایک کتاب پر لکھا ہوا تھا کہ میں نے حضرت عبّاس کے پروتے سلمان کی اولاد کی ہجو لکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن مجھکو اُن کی قرابتِ رسالت کے خیال نے اس ارادہ سے باز رکھا۔ جس شاعر کے دل پر خاندان نبوت کا ادب ایسا حاوی ہو کہ وہ اُس کی ہجو کے ارادہ کو پست کردے وہ زندقہ کی جانب مائل نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری نے ان کی تعزیر کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بشار نے مہدی کے وزیر کی ہجو کی تھی وزیر نے خلیفہ سے یہ جا لگایا کہ بشار نے آپ کی ہجو کہی ہے۔ مہدی نے بگڑ کر پوچھا کیا ہجو کی ہے؟ وزیر نے جان کی اماں لیکر دو شعر پڑھ دیئے۔ حکم ہوا کہ بشار حاضر کیا جائے۔ وزیر کو کھٹکا ہوا کہ ایسا نہو بشار آئے اور مدحیہ اشعار پڑھ کر جان بخشی کرالے اور موقع ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس پر بھی کو غنیمت سمجھکر بشار کو دریا میں ڈلوا دیا۔ بشار کا کلام بہت مشہور ہے تغزل میں یہ شعر مشہور ہے ؎

هَلْ تَعْلَمِيْنَ وَرَاءَ الْحُبِّ مَنْزِلَةً   تُدْنِي إِلَيْكَ فَإِنَّ الْحُبَّ أَقْصَانِي[1]

شعر ذیل کی نسبت ابن خلکان کہتے ہیں کہ شعرائے مولدین نے غزل میں اس سے بہتر شعر نہیں کہا ؎

---

[1] محبت کو بتا مجھکو اگر کوئی ایسی منزل جانتی ہے جو مجھکو تجھسے قریب کر دے تو وہ مجھکو بتا دکہ اسلئے کہ محبت کر کے میں تجھسے دور ہو گیا

أَنَا وَاللهِ أَشْتَهِي سِحْرَ عَيْنَيْكَ وَأَخْشَى مَصَارِعَ الْعُشَّاقِ[1]

(۳) فقیہ شافعی زبیر بصری

اپنے عصر میں اہل بصرہ کے پیشوا فقہ شافعی کے حافظ ادب میں صاحب دستگاہ اور بصرہ میں مدرس تھے۔ دار السلام بغداد میں بھی رہے اور حدیث پڑھائی بہت سے لوگوں نے اُن سے حدیث روایت کی ہے۔ صحیح الروایۃ اور ثقہ تھے۔ فقہ میں کافی، کتاب النیۃ، کتاب ستر العورۃ، کتاب الہدایۃ، کتاب الاستشارہ والاستخارہ، کتاب فاضۃ المتعلم وکتاب الامارہ وغیرہ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔

(۴) ابومعاویہ

محمد نام۔ کوفہ وطن ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے امام اعمشؒ اور اُن کے ہم طبقہ علما سے علم حدیث حاصل کیا بیس برس اعمشؒ کی صحبت میں رہے اُن کا قول ہے کہ میرے آنکھوں والے ہم سبق اعمش کی درسگاہ سے اُٹھکر میرے ساتھ مکان پر آتے اور میں اُن کو اپنی یاد سے وہ حدیثیں لکھوا دیتا جو شیخ کے یہاں سُنی ہوتیں۔ خلیفہ ہارون الرشید اُن کے ساتھ بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتا۔

امام ابن حنبل یحییٰ ابن معین اور اور ائمہ حدیث اُن کے شاگردوں کے زمرہ

---

[1] میں واللہ تیری آنکھوں کے سحر کا مشتاق ہوں لیکن عشاق کے صدموں سے کانپتا ہوں

میں ہیں۔ اُن کی جلالتِ شان اس سے معلوم ہوتی ہے کہ جب شعبہ ان کی موجودگی
میں اعمش کی احادیث کی روایت کرتے تو اُن سے پوچھتے جاتے کہ اسی طرح ہے جس طرح
میں نے روایت کی۔ حافظ قرآن بھی تھے ابن مدینی نے ڈیڑھ ہزار حدیثیں اُن سے روایت کیں

(۵) سہل ابن بکّار

ابوبشر کنیت بصرہ کے رہنے والے تھے۔ امام شعبہ وغیرہ بہت سے شیوخ حدیث سے
اس علم کو حاصل کیا۔ ابوزرعہ و ابومسلم وغیرہ حدیث کے مشاہیر ان کے شاگردوں میں تھے
ابوحاتم نے اُن کو ثقہ بتایا ہے۔ ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

(۶) محمد ابن منہال محدّث

ابوجعفر کنیت۔ بصری ہیں۔ ابوعوانہ اور اُن کے طبقہ کے شیوخ سے حدیث کی روایت
کی۔ امام بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابویعلیٰ وغیرہ اُن کے شاگرد ہیں بلند مرتبہ امام تھے
روایت بالکل اپنے حفظ کے بل پر کرتے تھے ائمہ فن نے اُن کی توثیق کی ہے۔ کوئی کتاب
مدد کے لیے اُن کے یہاں نہیں رہتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ کوئی کتاب آپ کے پاس
ہے کہا ہاں میرا سینہ۔ حافظہ کی قوت میں ممتاز تھے ابن خرزاد کا مقولہ ہے کہ میں نے
قوتِ حافظہ میں چار شخص بے بدل دیکھے۔ ابن منہال، ابن عرعرہ، ابوزرعہ اور
ابوحاتم۔ اور ابویعلیٰ موصلی کے سامنے ان کا ذکر آیا تو اُنھوں نے تعظیم سے ذکر کیا

اور کہا کہ بصریوں میں اُن کے وقت میں ان کا سا حافظ کسی میں نہ تھا۔ شعبان ۲۳۱ھ میں رحلت کی۔

(۷) ابو معشر

حمدویہ نام۔ بخارا کے باشندے تھے۔ امام بخاری کے مستملی اور روایت حدیث میں ثقہ تھے۔ محمد ابن سلام بیکندی وغیرہ کے شاگرد ہیں اور محمد ابن احمد وغیرہ محدثین بخارا کے استاد۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ انھوں نے سفر نہیں کیا۔

(۸) مغیرہ ابن مقسم

ابو ہشام کنیت۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ دنیا میں آئے تو آنکھوں میں نور نہ تھا۔ فقیہ اور محدث ہیں۔ ذکاوت اور طباعی میں اعجوبہ روزگار تھے۔ شعبی، مجاہد و ابراہیم نخعی جیسے بلند پایہ ائمہ سے فن حدیث و فقہ حاصل کیا۔ اور شعبہ و ابو عوانہ جیسے عالی رتبہ امام اُن کے شاگردوں کی فہرست میں ہیں۔ امام ابن حنبل نے اُن کے حافظہ، ذہانت اور اتباعِ سنت کی تعریف فرمائی ہے۔ مغیرہ کا قول ہے کہ جو بات ایک دفعہ میرے حافظہ کے خزانہ میں آگئی کبھی گم نہیں ہوئی۔

(۹) حمّاد ابن زید

ابو اسمٰعیل کنیت۔ وطن بصرہ۔ ابن دینار وغیرہ محدثین سے حدیث روایت کی۔

ابن المدینی اُن کے تلامذہ میں ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے اپنے زمانہ میں یہ چار آدمی امام الناس تھے۔ سفیان ثوری، امام مالک، اوزاعی، اور حماد ابن زید۔ ابن مہدی کا یہ قول بھی ہے کہ بصرہ میں اُن سے بڑھکر فقیہ نہ تھا۔ جس روز وہ مرے اسلامی دنیا میں اُن کی شان و طرز کی نظیر موجود نہ تھی۔ ابو اسامہ کا قول ہے کہ حماد کے رویہ میں نوشیروانی دبدبہ اور رفقہ میں فاروقی شان عیاں تھی۔ اُن کو خود اپنی روایت کردہ چار ہزار حدیثیں از بر تھیں اور اس خوبی سے کہ (بقول ایک امام حدیث کے) کسی روایت میں خطا نہیں کی۔ ۱۷۹ھ میں اکیاسی برس کی سن میں رحلت کی۔

(۱۰) حافظ علامہ ابو عمر

حفص نام۔ بصرہ وطن خلقی نابینا تھے۔ فن حدیث حماد ابن سلمہ وغیرہ اماموں سے سیکھا ابوداؤد و ابوزرعہ اُن کے شاگردوں میں ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ اُن کا سارا علم حدیث اُن کے سینہ میں محفوظ تھا۔ علاوہ حدیث کے فقہ، اخبار، فرائض، حسابیہ، ادب اور تاریخ عرب اتنے اور فنون میں بھی ماہر تھے ۲۲۲ھ میں انتقال کیا۔

(۱۱) ابو العیناء

محمد نام۔ ابو عبداللہ کنیت۔ اصل وطن یمامہ (ملک یمن تھا) اہواز میں ۱۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بصرہ میں پرورش پائی اور وہیں علم حدیث اور فن ادب کی تحصیل

ں۔ ان کے استاد اصمعی و ابوعبیدہ جیسے کامل فن تھے۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ نہایت
فصیح و بلیغ اور لطائف و ظرائف حاضر جوابی و ذہانت میں بے مثل تھے۔ ایک اور
نابینا ابوعلی اُن کے ہمعصر تھے دونوں میں مقابلہ رہتا تھا۔ ان معرکوں میں جو لطیفے اور
مزہ دار شعر ہوئے وہ مشہور ہیں۔ ابوالعینا ایک روز ایک وزیر کی مجلس میں حاضر تھے۔
برمکیوں کے فضل و جود کا ذکر ہو رہا تھا یہ بھی اپنی فصاحت و بلاغت صرف کر رہے تھے۔
جب بہت تعریف ہوئی تو وزیر رشک سے بے چین ہو کر کہنے لگا یہ سارے مبالغے اور
لکھنے والوں کے جھوٹے بیان ہیں۔ ابوالعینا نے بیساختہ کہا کہ وزارت آپ کی نسبت
یہ مبالغے کیوں نہیں کئے جاتے۔ وزیر یہ گرم فقرہ سُن کر سرد ہو گیا اور تمام حاضرین
ابوالعینا کی جرأت پر دم بخود رہ گئے۔ ایک روز وزیر ابن ذہب کے حضور میں اپنی
پریشانی کی شکایت کر رہے تھے۔ ابن ذہب نے کہا کہ میں نے تمہاری نسبت ابن المدبر
کو لکھا تھا۔ ابوالعینا نے کہا بجا ہے مگر حکم ایسے شخص کو دیا گیا ہے جو خود مدتوں شکستہ حال
مبتلائے زندان اور مصائب کا نشانہ رہا ہے اُس بیچارہ میں ہمت کہاں۔ وزیر
(از راہ طنز) تم ہی نے اُس کو پسند کیا تھا۔ ابوالعینا میں نے بیشک انتخاب کیا مگر میں
موردِ الزام نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی انتخاب فرمائے
اُن میں سے ایک بھی ٹھیک نہ نکلا۔ آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی کے واسطے عبداللہ ابن سعد
کو پسند فرمایا وہ کمبخت مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا۔ حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ اشعری
کو حکم بنایا انھوں نے انھیں کے مضر فیصلہ کیا۔ ایک روز وزیر ابوالصقر کے یہاں

پہونچے وزیر نے دیکھکر کہا آخاہ ابوالعینا مدت میں آئے، کہاں رہے؟ ابوالعینا جناب
میری سواری کا گدھا چوری جاتا رہا۔ وزیر ہاں! کیسے جاتا رہا۔ ابوالعینا وزارت
پناہ میں چور کے ہمراہ نہ تھا جو یہ بتاؤں کہ کس طرح چوری گیا۔ وزیر اچھا تو تم دوسری
سواری پر چلے آئے ہوتے۔ ابوالعینا تنگدستی نے دوسری سواری خریدنے نہ دی۔
حمیت نے کرایہ دار کا تقاضا گوارا نکیا استعار مانگنے کی ذلّت دل کو ناگوار تھی پھر
دوسری سواری کیونکر مہیا کرتا۔ ایک دن صاعد ابن مخلد سے ملنے گئے جو اُسی زمانہ
میں نصرانی مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے جب اندر جانے کی اجازت چاہی
تو خادم نے کہا نماز میں مصروف ہیں۔ ابوالعینا نے کہا لکل جدید لذۃ۔ لوگوں
نے ایک روز کہا ابوالعینا آخر کب تک اس طرح اور ہجو کئے جاؤ گے کہا جب تک نیک کام
کرنے والے نیک اور بُرے کام کرنے والے بُرے کام کئے جائینگے۔ البتہ خدا
سے یہ میری التجا ہے کہ بچھو کا خواص مجکو نہ دے جس کے ڈنک سے نبی اور ذمی کوئی نہیں
بچتا۔ ایک مرتبہ خلیفہ متوکل کے نو تعمیر قصر جعفری میں گئے خلیفہ نے پوچھا ابوالعینا قصر
جعفری کیسا ہے۔ ابوالعینا نے برجستہ جواب دیا ان الناس بنوا الدار فی الدنیا
وانت بنیت الدنیا فی الدار۔ یعنی لوگوں نے دنیا میں گھر بنائے ہیں اور آپنے
محل میں دنیا بسا دی ہے۔ متوکل اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور مسرور ہو کر
پوچھا کہ شراب کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ تھوڑی پر صبر نہیں کثرت میں رسوائی
ہے۔ خلیفہ نے کہا اس قصہ کو دور مارو آج سے خلافت کے ندیموں میں داخل ہو جاؤ۔

ابوالعیناء نے عرض کی کہ جہاں پناہ میں اندھا آدمی ہوں۔ دربار خلافت میں جن کو حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے وہ امیرالمومنین کی خدمت گزاری کرتے ہیں۔ میں اُلٹی خدمت کا محتاج ہوں بادشاہوں کی نظر کسی روز سیدھی ہوتی ہے اور دل میں ملال ہوتا ہے۔ کسی روز نگاہ پھری ہوئی ہوتی ہے لیکن دل میں گنجائش ہوتی ہے۔ میں آنکھیں نہ ہونے کے سبب ان حالتوں میں امتیاز نہ کر سکوں گا اور کسی روز مارا پڑوں گا۔ پس اس مصیبت سے گوشۂ عافیت اچھا ہے۔ متوکل اس جواب سے مکدر ہوا اور کہا کہ ہم نے سنا ہے تم لوگوں سے بدزبانی بہت کرتے ہو۔ ابوالعیناء نے کہا خدا نے بھی مدح اور ذم دونوں فرمائی ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ دوسری جگہ فرماتا ہے هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ اور ایک شاعر کا قول ہے ؎

اِذَا اَنَا بِالْمَعْرُوفِ لَمْ اُثْنِ صَادِقًا　　وَلَمْ اَشْتِمِ النَّكْسَ اللَّئِيمَ الْمُذَمَّمَا
فَفِيمَ عَرَفْتُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ بِاسْمِهٖ　　وَلِمْ شَقَّ لِيَ الْمَسَامِعَ وَالْفَمَا

یعنی اگر میں راستباز کی ثنا اُس کی خوبی پر نہ کروں اور کاہل دنی الطبع بدخو کو بُرا بھلا نہ کہوں تو بھلائی اور بُرائی یہ دو نام بیکار ٹھہرے اور مجھ کو کان اور زبان ملی تو کیوں۔ سنہ ۲۴۵ھ میں یہ واقعہ ہوا کہ دربار خلافت نے ابن سلمہ نامی ایک شخص کو موسیٰ اصفہانی کے سپرد کیا۔ مقصود یہ تھا کہ اُس سے خزانۂ شاہی کا مطالبہ وصول کیا جائے۔ اصفہانی نے سختی کے ایسے جوہر دکھائے کہ وہ بیچارہ جان سے جاتا رہا۔ اس کی خبر شب باشب خلیفہ کو پہونچی۔ اُسی روز ابوالعیناء کسی امیر کے یہاں بیٹھے تھے۔ امیر نے

ان سے پوچھا کہ ابو العینا ابن سلمہ کی کیا خبر ہے انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ[1]۔ یہ لطیفہ شہرت کے زور میں خود موسیٰ کے کانوں تک جا پہنچا۔ دوسرے روز موسیٰ اور ابو العینا سے راستہ میں مٹ بھیڑ ہو گئی۔ موسیٰ نے ڈانٹا تو ظالم نے بیساختہ یہ آیت پڑھ دی اتریدُ ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس[2] سنہ ۲۸۳ھ میں یہ جوہر بے بہا پیوند خاک بغداد ہو گیا۔

(۱۲) ابو بکر نحوی

عبداللہ نام۔ ثقہ ہیں۔ احمد ابن کامل کا بیان ہے کہ میں نے سنہ ۲۷۷ھ میں اُن کے مکان پر جا کر علم حاصل کیا۔ طبقات ادبا میں اسی قدر ان کا حال لکھا ہے۔

(۱۳) ابو جعفر نحوی

محمد نام بڑے رتبہ کے قاری اور فن نحو میں کامل ابو معاویہ نابینا کے شاگرد ہیں۔ ابن المرزبان وغیرہ ان کے شاگرد تھے روایت میں ثقہ ہیں ایک کتاب نحو میں تصنیف کی اور ایک قرأت میں سنہ ۲۳۱ ہجری میں رحلت کی۔

---

[1] موسیٰ نے اُس کے ایسا مُکّا مارا کہ اُس کا کام تمام کر دیا [2] کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مجھکو بھی اُسی طرح مار ڈالے جس طرح کل تو ایک شخص کو قتل کر چکا ہے

(۱۴) ابو العُلا معرّی

احمد نام۔ والد کا نام عبداللہ۔ خاندان عرب کا قبیلۂ مشہور قضاعہ۔ علامۂ عصر اور فنونِ ادب کے عالی رتبہ کامل تھے۔ ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ کو شہر معرّہ (واقع ملک شام قریب حماۃ) میں پیدا ہوئے۔ چار برس کا سن تھا کہ چیچک نکلی اور آنکھیں اُس کی نذر ہو گئیں۔ سیدھی آنکھ کو سپیدی نے تاریک کر دیا تھا اور بائیں بالکل بیٹھ گئی تھی۔ نحو اپنے والد سے معرّہ میں پڑھی۔ شوقِ طلب نے وطن چھوڑایا اور رحلت ہو نجکر فنِ مذکور کی ابن سعد نحوی سے تکمیل کی۔ گیارہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے۔ ۳۹۸ھ میں بغداد آئے۔ مگر زیادہ نہیں ٹھہرے۔ دوسرے سال پھر آئے۔ اُس زمانہ میں علم کی طلب مسلمانوں کے دل سے ایسی لگ رہی تھی کہ نابینا بھی ایک جگہ آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ شہر در شہر پھرتے اور جہاں چشمۂ علم و فن دیکھتے سیراب ہوتے۔ غرض دوسری مرتبہ بغداد آئے تو ایک برس سات مہینے رہے۔ جب اس دارالکمال سے سندِ تکمیل پالی تو اپنے وطن کو واپس گئے اور علم کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ طلبا جوق جوق اطرافِ ملک سے اُن کے پاس آنے لگے۔ ایک طرف سلسلۂ درس جاری تھا دوسری جانب سلسلۂ تصانیف۔ جو نامور علما و وزرا اور ذی رتبہ لوگ ان کے ہم عصر تھے اُن سے برابر خط کتابت رہتی تھی۔ ابو العلا نے از راہِ ظرافت اپنا لقب رہین المحبسین رکھا تھا۔ یعنے دوہرے قیدخانہ کا قیدی۔ ایک نابینا دوسرے خانہ نشیں۔

پینتالیس ۴۵ برس گوشت نہیں کھایا۔ اس بارہ میں حکمائے قدیم کے ہمخیال تھے کہ اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے کسی کی جان لینا زیبا نہیں۔ حافظ سلفی فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اپنے چچا کے ہمراہ ابوالعلا کی زیارت کو گیا تھا۔ ایک ادنی جانماز پہ بیٹھے ہوئے تھے مجھکو دیکھ کر پاس بلایا۔ اور شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے دیکھا کہ اُن کے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور جسم دُبلا پتلا تھا۔ تم کلامہ۔ ابوالقاسم تنوخی اور خطیب تبریزی جیسے ادیب علامہ اُن کے شاگرد تھے۔ فہرست تصانیف پر نظر ڈالئے تو قوت کمال پر حیرت ہوتی ہے۔ علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ اُن کی بہت سی تصانیف مشہور ہیں۔ من جملہ ان کے الزوم مالا یلزم پانچ جز کی ایک نظم ہے۔ سقط الزند یہ بھی نظم ہے۔ ضوء السقط یہ سقط الزند کی شرح ہے۔ سنا ہے کہ ایک اور اُن کی تصنیف فن ادب میں ہے جس کا نام الایک والغصون ہے۔ یہ سو جلد میں ہے۔ ایک شخص نے مجھسے (ابن خلکان سے) بیان کیا کہ کتاب مذکور کی ایک جلد میں نے دیکھی تھی جو ایک سو ایک وین تھی۔ شخص مذکور کا قول ہے کہ مجھکو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ جلد مذکور خاتمہ کتاب تھی یا اُس کے بعد اور جلدیں بھی تھیں۔ دیوان متنبی کی شرح لامع عزیزی لکھی۔ اس شرح کی بڑی تعریف ہوئی۔ ابوالعلا نے تعریف سُنی تو فخریہ لہجے میں کہا کہ متنبی نے گویا میرے ہی حق میں یہ پیشین گوئی کی تھی ؎

أَنَا الَّذِیْ نَظَرَ الْاَعْمیٰ اِلیٰ اَدَبِیْ ۔۔۔ وَاَسْمَعَتْ کَلِمَاتِیْ مَنْ بِہٖ صَمَمٌ[1]

[1] میں وہ ہوں کہ اندھے نے میرے ادب کو دیکھا اور میرے کلام کو بہرے نے سنا۔ حسن اتفاق کا کرشمہ دیکھو مصرع اوّل معری کے مناسب حال تھا۔ دوسرا مصرع معری کے سوانح نگار شروانی کے حسب حال ہے

دیوان ابو تمام کا انتخاب کیا اور اُس انتخاب کی شرح لکھی اور ذکری حبیب نام رکھا۔ اس نام کا لطف اہل ذوق جانتے ہیں۔ گویا علامہ معرّی نے یہ پیشین گوئی میرے حق میں کی تھی کہ ایک روز حبیب الرحمٰن میرا ذکر کرتا ہوگا۔ دیوان بحتری کا بھی انتخاب کیا اور اُس کا نام عبث الولید رکھا۔ دیوان متنبی کا انتخاب کرکے معجزۂ احمد نام رکھا ان انتخابوں میں جس قدر اشعار مشکل تھے سب کی شرح لکھی اور یہ بتلایا کہ ان میں کون کون سا مضمون دوسروں کے کلام سے ماخوذ ہے اُن پر جو اعتراض تھے وہ لکھے اور اُن کا جواب دیا اُن کی غلطیوں کی توجیہ کی بعض جگہ خود گرفت کی۔ ۴۴۹ھ میں چار روز بیمار رہکر وفات پائی۔ وفات سے ایک روز پہلے اپنے چچیرے بھائی سے وصیت لکھنے کی فرمائش کی وہ دوات قلم لیکر بیٹھے۔ ابو العلاء نے وصیت کی مگر بے جوڑ جس سے حاضرین کو یقین ہوگیا کہ دم واپسیں قریب ہے۔

(۱۵) ابو الحسن مصری فقیہ شافعی

منصور نام۔ فقہ کے جلیل القدر امام۔ ہر علم میں ماہر اور بڑے رتبہ کے شاعر ہیں جزیرہ (ملک مابین دجلہ و فرات) کے مشہور شہر راس عین کے باشندے تھے علم کی خاطر وطن چھوڑ کر مصر آئے اور یہاں امام شافعی اور اُن کے شاگردوں سے علم فقہ کی تکمیل کی فقہ شافعی میں اُن کی بہت سی عمدہ تصانیف ہیں منجملہ اُن کے الواجب، المستعمل، المسافر اور الہدایہ ہیں۔ شعر بہت اچھا کہتے تھے۔ شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے طبقات الفقہا

میں ان کا یہ کلام نقل کیا ہے ؎

مَا بِالتَّفَقُّهِ قَوْمٌ لَا عُقُولَ لَهُمْ ۔۔۔ وَمَا عَلَيْهِ إِذَا عَابُوهُ مِنْ ضَرَرٍ

مَا ضَرَّ شَمْسَ الضُّحَى وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ ۔۔۔ أَنْ لَا يَرَى ضَوْءَهَا مَنْ لَيْسَ ذَا بَصَرٍ[1]

ایک سال قحط پڑا اور منصور کو بیحد تکلیف ہوئی صعوبت اٹھانے کی ایک حد ہے جب مضطرب ہوئے تو شب کو مکان کی چھت پر چڑھے اور بہ آواز بلند یہ کلام پڑھا ؎

الغیاث الغیاث یا احرار ۔۔۔ نحن خلجانکم و انتم بحار

انما تحسن المواساۃ فی الشدۃ ۔۔۔ لا حین ترخص الاسعار[2]

نیک دل پڑوسیوں کے دل میں اس کلام کی یہ تاثیر ہوئی کہ صبح کو منصور کے دروازہ پر گیہوں کا ایک انبار عظیم لگا ہوا تھا۔ جمادی الاول ۲۹۰ھ میں وفات پائی۔

(۱۷) ہشام نحوی

عبداللہ کنیت۔ والد کا نام معاویہ کوفہ کے باشندہ تھے نحو کے مشہور امام کسائی کے خاص شاگرد ہیں۔ ایک روز اسحق ابن ابراہیم خلیفہ ماموں کے دربار میں گفتگو کر رہا تھا۔ ایک جگہ غلط لفظ زبان سے نکلا۔ خلیفہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ اسحق سمجھ گیا کہ غلطی ہوئی۔

---

[1] فقہ کو بے عقل لوگ برا کہتے ہیں اُن کے برا کہنے سے فقہ کا کچھ نقصان نہیں۔ بلند و روشن آفتاب کی روشنی کو اندھا نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا نقصان ہے [2] اے احرار الغیاث الغیاث! تم دریا ہو ہم تمہاری نہریں ہیں ساگرانی میں سلوک خوب ہوتا ہے نہ جب کہ نرخ ارزاں ہو

دربار سے نکل کر سیدھا ہشام کی خدمت میں آیا اور فن نحو کی تحصیل شروع کر دی۔ کیا زمانے تھے اور مسلمانوں کی تربیت کے کیسے سامان مہیا تھے خلیفہ مربی کمال، اساتذۂ فن بکثرت موجود، مسلمانوں کی حمیت حساس اور طبیعتوں میں علم کا شوق۔ نتیجہ یہ تھا کہ ہر طرف غلغلۂ کمال بلند تھا۔ کتاب القیاس و کتاب المختصران کی تصنیف ہیں۔ ۳۴۹ھ میں وفات پائی۔

(۱۴) ابُوالعبّاس رازی

احمد نام۔ بصیر لقب۔ شہر رے وطن۔ نابینا پیدا ہوئے حافظ حدیث اور اس فن کے ماہرین میں ہیں۔ ذکاوت کے جوہر چہرہ سے عیاں تھے۔ احمد ابن محمد سے علم حدیث حاصل کیا۔ آنکھیں نہ تھیں پاؤں تو تھے شوق علم میں وطن سے نکل کھڑے ہوئے۔ بخارا اور نیشاپور پہونچے اور ابن ہلال و ابوالعباس اصم سے حدیث پڑھی۔ اتفاق دیکھو شاگرد و استاد ہمنام اور ہمدرد۔ ایک بصارت سے دوسرا سماعت سے معذور مگر تعریف یہ کہ دونوں خدمت علم میں کمربستہ اور دونوں خدمت علم کی بدولت خلعت کمال و نیکنامی سے ممتاز۔ پھر بلخ گئے اور وہاں ابن طرخان سے سماعت حدیث کی۔ جب شاگردی کا دور ختم ہو کر اُستادی کا وقت آیا تو فضل و کمال کی ٹکسال یعنی بغداد آئے اور درس حدیث دیا۔ بغداد اور بلخ کا فاصلہ دیکھا جائے تو ڈیرھ ہزار میل ہوتا ہے اگر ابوالعباس کی تمام مسافت سفر کی تعداد جمع کی جائے تو غالباً دو ہزار میل سے

زیادہ ہو گی۔ یہ اگلے نابینا مسلمانوں کے سفر تھے۔ جن کی آنکھیں تھیں اُن کا تو ذکر ہی کیا۔ امام ابو حاتم رازی نے ایام طالب علمی میں نو ہزار ۹۰۰۰ میل سے زیادہ مسافت پیادہ پاطے کی تھی۔ جب نو ہزار سے میلوں کی تعداد بڑھ گئی تو انھوں نے شمار کرنا چھوڑ دیا۔ آج کل کے طالب علموں کی سیاحت ابو العبّاس کی سیاحت کو نہیں پہونچ سکتی کیونکہ ہمارے دوستوں کی حمیت ریل کے سفر کو غالباً ابو العباس کے کٹھن سفر کے مقابلہ میں لانا گوارا نہ کرے گی۔ ازہری وغیرہ بہت سے علمائے حدیث ابو العباس کے شاگرد ہیں خطیب بغدادی نے ان کی توثیق کی ہے اور امام دارقطنی نے اُن کی چیدہ روایتیں قبول کی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم کے مستملی رہے ۳۹۹ھ میں جسمانی حیات کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر علمی زندگی آج تک قائم ہے اور صدہا برس اور قائم رہیگی۔

(۱۸) سعدان نحوی

ابو عثمان کنیت۔ والد کا نام مبارک ہے وطن بغداد خلیفہ مہدی کی جاریہ عاتکہ کے موالی میں تھے اور فن ادب میں کامل ہے ابو عبیدہ کے شاگرد ہیں مفصلہ ذیل کتابیں تصنیف کیں کتاب خلق الانسان، کتاب الوحوش، کتاب الارض و المیاہ والجبال والبحار۔

(۱۹) وزاق نحوی

ابو الحسن کنیت۔ محمد نام۔ والد کا نام ہبۃ اللہ۔ اُن کے دادا ابو الحسن بھی نحوی تھے خلیفہ بغداد قائم بامر اللہ نے اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے اُن کو طلب کیا۔ جب یہ

دریا میں پہونچے تو نقیب نے آواز دی کہ امیر المومنین کے حضور میں پہونچ گئے۔ زمین کو بوسہ دو۔ ابوالحسن نے شان علم کو بالا رکھکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اور وہیں بیٹھ گئے خلیفہ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ قریب آجاؤ۔ یہ آگے بڑھ گئے خلیفہ نے اور قریب آنے کی فرمائش کی یہ اور بڑھ گئے۔ غرض قائم بامر اللہ نے یہاں تک قریب بلالیا کہ ان کا زانو خلیفہ کے زانو سے مل گیا۔ اس کے بعد قائم بامراللہ نے فن عروض میں سوالات کئے۔ انھوں نے مفصل جواب دیئے پھر فن نحو کے مسائل دریافت کئے۔ انھوں نے اُسی شان سے جواب دیئے۔ جب دربار سے اٹھ آئے تو وکیل دربار نے آکر کہا کہ مولانا امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علم کا دریا ہے رمضان مبارک ۴۶۵ھ میں جمعہ کے روز قبل نماز جمعہ وفات پائی ہفتہ کو دفن ہوئے۔

(۴۰) شاعر مشہور علی قیروانی

شہر قیروان (واقع شمالی افریقہ) کے رہنے والے تھے اور فن قرأت میں کامل شہر سبتہ (واقع ملک مراکو) میں کلام مجید کی تعلیم قرأت کے ساتھ دی۔ قرأت نافع میں ایک قصیدہ ۲۰۹ شعر کا لکھا ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا اُس میں کہتے ہیں ~

اَقُوْلُ لَہٗ وَقَدْ حَیَّا بِکَاسٍ ۝ لَھَا مِنْ مِسْکِ رِیْقَتِہٖ خِتَامُ[1]

اَمِنْ خَدَّیْکَ تُعْصَرُ قَالَ کَلَّا ۝ مَتٰی عُصِرَتْ مِنَ الْوَرْدِ الْمُدَامُ

---

[1] ساقی نے ایک جام دیا جس میں اُس کے لعاب دہن کی آمیزش تھی مجھکو دیکر زندہ کر دیا تو میں اُس سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تیرے رخساروں کی نچوڑی ہے وہ کہتا ہے نہیں! کہیں گلاب کے پھول سے شراب کھینچا کرتی ہے

طبیعت کا میلان ہجو کی طرف زیادہ تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں جب قیروان برباد ہوا تو ان کو وطن چھوڑنا پڑا طنجہ (واقع ملک مراکو) میں آکر رہے۔ وہاں سے اندلس پہونچے۔ اندلس میں اُن دنوں ادب کا بہت چرچا تھا۔ یہ پہونچے تو بادشاہوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بڑی قدر کی۔ اندلس سو پھر طنجہ چلے آئے اور یہیں ۴۵۵ھ میں انتقال کیا۔

(۲۱) ابوالقاسم عمر نحوی

ثمانین ملک جزیرہ کا ایک گاؤں تھا جس کی خاک سے بہت سے علما پیدا ہوئے۔ یہ بھی اُسی گاؤں کے فخر تھے۔ امام نحو ابن جنیؒ کے شاگرد ہیں۔ ابن جنی کی دو تصنیفوں کا نام لمع ہے۔ ایک صرف میں ہے دوسری نحو میں انھوں نے دونوں کی شرح لکھی۔ لمع نحو کی شرح بہت نفیس لکھی اور حق شرح نگاری ادا کیا۔ اُن کی ذات سے بہت کثرت سے لوگ فیض یاب ہوئے بغداد میں پڑھاتے تھے۔ ابن برہان سے مقابلہ رہتا تھا۔ خواص ابن برہان کے یہاں اور عوام ان کے درس میں آتے ۴۴۲ھ میں انتقال ہوا۔

(۲۲) امام شاطبی

ابو محمد کنیت۔ قاسم نام۔ شاطبہ کے باشندہ تھے جو مشرقی اندلس کا ایک بڑا مردم خیز شہر تھا۔ ۵۳۸ھ میں پیدا ہوئے فن قرأت کے مشہور امام ہیں علاوہ قرأت کے تفسیر حدیث کے زبردست عالم اور فن نحو و لغت میں بےنظیر تھے۔ علم تعبیر سے بھی واقف تھے۔

فن قرأت قاری ابوعبداللہ اور ابوالحسن اندلسی سے اور علم حدیث ابن سعادہ خزرجیؒ حافظ ابن النعمہ وغیرہ سے حاصل کیا۔ صحیح بخاری و مسلم و مؤطا پر ایسا کامل عبور تھا کہ جب طلبا پڑھتے تو یہ اپنے حافظہ سے اُن کے نسخوں کی صحت کراتے جاتے۔ اور کثرت سے نکات بیان کرتے۔ قول و فعل دونوں میں نہایت راستباز تھے۔ کلام فضول سے سخت احتیاط تھی اور ہرگز بے ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ مرض کی شدت میں ہائے، واویلا تو بڑی چیز ہے کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آتا تھا جب کسی نے مزاج پرسی کی "خیریت ہے" کہکر خاموش ہوگئے۔ علم قرأت باوضو پر تکلف لباس پہن کر نہایت خضوع و خشوع اور انکسار کے ساتھ پڑھاتے ۵۷۲ھ میں مصر گئے اور سلطان صلاح الدین کے باکمال وزیر قاضی فاضل کے مہمان ہوئے۔ وزیر مصر نے مہمان عزیز کی یہ ضیافت کی کہ خاص ان کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کرایا۔ امام شاطبی مدرسۂ مذکور میں کلام مجید، قرأت، نحو و لغت پڑھایا کرتے تھے۔ علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ اُن کی ذات نے ایک عالم کو فیض پہونچایا۔ میں نے مصر میں بہت سے اُن کے شاگرد دیکھے۔ ۲۸ جمادی الاول روز یکشنبہ ۵۹۰ھ کو بعد عصر ۵۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ فاضل میزبان نے بعد وفات بھی باکمال مہمان کی مفارقت گوارا نہیں کی یعنی امام شاطبی اُسی مقبرہ میں دفن ہوئے جو قاضی فاضل نے اپنے لیے بنوایا تھا۔

(۲۳) محب الدین حنبلی

ابوالبقار کنیت ۔ عبداللہ نام ۔ بغداد کے رہنے والے ۔ علم حساب، فرائض اور نحو میں کامل تھے۔ ۵۳۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ فن نحو ابن خشاب وغیرہ اساتذۂ فن سے پڑھا۔ حدیث کی سند امام طاہر مقدسی وغیرہ سے حاصل کی۔ زندگی ہی میں دور دور مشہور ہو گئے تھے۔ شہرت ایک مخلوق کو ان کے آستانہ پر کھینچ کر لائی۔ اور جو آئے دولتِ علم سے مالامال گئے۔ اُن کی اخیر عمر میں یہ مان لیا گیا تھا کہ فنون بالا میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ نحو کی خدمت زیادہ کی۔ اس فن میں بہت سی مفید کتابیں لکھیں۔ ان کی تصانیف کے حسب ذیل نام علامہ ابن خلکان نے لکھے ہیں۔ شرح ایضاح ابوعلی فارسی، شرح دیوان متنبی، کتاب اعراب القرآن الکریم، کتاب اعراب الحدیث، شرح اللمع لابن جنی، کتاب اللباب علل نحو میں، کتاب اعراب شعر الحماسہ، شرح مفصل زمخشری، شرح خطب نباتیہ، شرح مقامات حریری ۔ ان کے علاوہ فن حساب میں بھی متعدد تصانیف تھیں۔ ۶۱۶ھ میں بمقام بغداد راہی ملک بقا ہوئے۔

(۲۴) ابن الدہان نحوی

مبارک نام ۔ ابوبکر کنیت ۔ وجیہ لقب ۔ شہر واسط کے چشم و چراغ ۔ ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ وطن میں کلام مجید حفظ کرکے ابتدائی علوم تحصیل کیے۔ اُس کے بعد بغداد

آئے اور محلہ مظفریہ میں سکونت اختیار کی ابن الانباری اور ابن خشاب سے ادب پڑھا۔ علامہ ابن الانباری سے زیادہ مستفیض ہوئے۔ حدیث طاہر مقدسی سے سیکھی۔ فقہ حنفی کی بھی تحصیل کی۔ پہلے حنبلی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ مدرسہ نظامیہ میں واقف کی جانب سے یہ شرط تھی کہ فن نحو کا مدرس شافعی مذہب ہو۔ اس منصب کے لئے حنفیت کو چھوڑ کر شافعی بن گئے۔ ایک شاعر کو اُن کی مذہبی آزادی دیکھکر بہت غصہ آیا اور یہ شعر لکھے سہ

وَمَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی الْوَجِیْهَ رِسَالَۃً ؎١ — وَاِنْ کَانَ لَا تُجْدِیْ اِلَیْہِ الرَّسَائِلُ
تَمَذْهَبْتَ لِلنُّعْمَانِ بَعْدَ ابْنِ حَنْبَلٍ — وَذٰلِکَ لَمَّا اَعْوَزَتْکَ الْمَآکِلُ
وَمَا اخْتَرْتَ قَوْلَ الشَّافِعِیِّ تَدَیُّنًا — وَلٰکِنَّمَا تَهْوَی الَّذِیْ مِنْهُ حَاصِلُ
وَعَمَّا قَلِیْلٍ اَنْتَ لَا شَکَّ صَائِرٌ — اِلٰی مَالِکٍ فَافْطَنْ لِمَا اَنَا قَائِلُ

کلام مجید کی تعلیم بہت کی مزاج میں تحمل و رادعا تھا انہمہ بہت خوش طبع تھے۔ سنہ ۶۱۲ھ میں رحلت کی۔

؎١ میری طرف سے کوئی یہ پیام وجیہ کو پہونچا دے۔ (اگرچہ پیاموں سے اُس کو کچھ نفع نہیں) کہ امام حنبل رح کے بعد تو نے ابوحنیفہ رح کا مذہب اختیار کیا اور یہ اُس وقت جبکہ کھانے پینے کی تنگی ہوئی۔ امام شافعی رح کا مذہب تو نے دیانت داری سے تھوڑا ہی قبول کیا ہے بلکہ جو اُس سے آمدنی ہوگی وہ پیش نظر ہے اُس میں شبہ نہیں کہ تو ایک روز خدا کے سامنے جائے گا پس جو میں کہتا ہوں اس کو غور سے سُن لے

(۲۵) شاعر مشہور ابنِ منصور

۱۳ رجادی الآخر کو بعد عصر ۵۱۰ھ میں شہر رقہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۴ برس کی عمر میں چیچک نکلی اور آنکھیں جاتی رہیں۔ لڑکپن میں بغداد آئے کلام مجید حفظ کیا اور راس دارالفضل میں جو تحصیل علم کے سامان مہیا تھے اُن سے پورا نفع اُٹھایا۔ ہر مجلس میں گئے اور فیض حاصل کیا۔ حدیث قاضی ابوبکر، ابوالبرکات اور ابوالفضل وغیرہ سے پڑھی۔ ادب ابن الجوالیقی سے سیکھا۔ فقہ حنبلی حاصل کی۔ نہایت پرہیزگار اور زاہد تھے۔ خلفا، امرا اور وزرا کی مدح میں قصائد لکھے۔ شعر بہت اچھا کہتے تھے ایک دیوان یادگار رہا۔ ۵۸۸ھ میں بمقام بغداد رہگرائے عدم آباد ہوئے۔

(۲۶) صائن الدین

ابوالحزم کنیت۔ مکی نام۔ آٹھ نو برس کی عمر میں اندھے ہو گئے تھے یاکسین (واقع ملک جزیرہ) ایک چھوٹا سا شہر نہر خابور کے کنارے بستا تھا جو عمارت کی خوبی میں بڑے بڑے شہروں کا مقابلہ کرتا یہ وہیں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد چمڑے کا کام کرتے تھے نادار کی حالت میں مرے اور سوائے افلاس کے پس ماندوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ ایک بی بی ایک بیٹی اور ایک بیٹا یہ اُس بھاری ترکہ کے وارث ہوئے ماں بیچاری جب تنگدستی کے ہاتھوں تنگ آگئی تو بیٹے سے گھبرانے لگی۔ انھوں نے ماں کی حالت زار

اور اس کے دل چرانے کی کیفیت دیکھی تو نکل کھڑے ہوئے اور موصل پہونچے۔ یہاں
کلام مجید اور فن ادب پڑھا۔ موصل سے بغداد آئے اور ائمۂ ادب کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ ابن انباری، ابن خشاب، ابن الدہان وغیرہ باکمالوں کے فضل و کمال سے
استفادہ کیا۔ علم حدیث بھی سیکھا۔ فارغ التحصیل ہو کر پھر موصل آئے اور پڑھانا شروع
کیا۔ علم و فضل کی قوت شہرت کو شہر در شہر لے پہونچی اور جوق جوق طلبا ان کے درس
میں آنے لگے۔ ابن مستوفی نے تاریخ اربل میں ان کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:
جامع فنون ادب، حجت کلام عرب۔ اُن کی دانشمندی اور دینداری پر سب کا اتفاق
ہے اور علم و فضل پر سب کا اجماع۔ حدیث کا علم بہت وسیع تھا۔ اپنی ذات کو کلام مجید
اور ادب کے سارے شعبوں کی تعلیم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ شعر خوب کہتے تھے۔
ابوالعلا معری سے کے زیادہ معتقد تھے اور انھیں کے طرز کا تتبع کرتے تھے۔ تحصیل علم سے
فارغ ہوئے تو وطن یاد آیا اور راکسین پہونچے۔ بچپن میں وہاں کے لوگ یکیکی کہا
کرتے تھے۔ جب یہ عالم بن کر لوٹے تو اہل وطن نے اپنے شہر کا فخر سمجھ کر ان کو نہایت
خوشی سے لیا۔ صبح کو یہ حمام جاتے تھے۔ راستہ میں سنا کہ ایک عورت اپنے بالاخانہ
پر بیٹھی اپنے ہمنشیں سے کہہ رہی تھی کہ تم نے سنا فلانے کا بیٹا یکیکی آیا ہے۔ یہ اپنا
نام بگڑا ہوا سن کر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جہاں میرا نام بگاڑا جائے وہاں میں نہیں
ٹھہر سکتا اور فوراً موصل کو چل دیئے۔ اخیر عمر میں شام کی پاک سرزمین کا سفر کیا۔
بیت المقدس گئے وہاں سے حلب اور حلب سے موصل۔ رمضان ۳۰۶ھ میں

موصل آئے تھے۔ شوال میں وصال ہوگیا۔ اور باب قرأت وابن الدہان کے پہلو میں آسودہ ہیں۔

(۲۷) ناقداری محدث

ابوبکر کنیت۔ محمد نام۔ ناقدار کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں بغداد آئے اور علم حاصل کیا۔ فن حدیث میں ممتاز تھے۔ فن رجال اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ میں یکتا اور معتمد علیہ مانے گئے ہیں۔ ۳۸۰ھ میں وفات پائی۔ اُن کی صاحبزادی عجیبہ کامل باپ کی کامل بیٹی فن حدیث کی امام وقت اور اپنے عہد میں علو روایت میں بے نظیر تھیں۔

(۲۸) جمال الدین

یحییٰ نام۔ علم ادب میں علامۂ دہر تھے۔ اور سید الشعرا کے لقب سے ممتاز تھا۔ حنبلی مذہب عابد و زاہد تھے ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔

(۲۹) کمال الدین

علی نام نسبتاً عباسی مصر کے باشندے تھے اور فن قرأت میں کامل اور یادگار سلف۔ اسی وجہ سے شیخ القرّا لقب پایا امام دمیاطی فن قرأت میں اُن کے شاگرد ہیں ساتوں قرأتیں امام ممدوح نے انھیں سے حاصل کی تھیں۔ ۹۰ برس کی عمر

میں سنہ ۶۶۱ھ میں رحلت کی۔

(۳۰) قاری جمال الدین

احمد نام۔ فن قرأت کے امام تھے۔ سنہ ۶۶۲ھ میں سن کہولت میں بمقام قاہرہ مرحوم ہوئے۔

(۳۱) ابو اسحٰق عراقی

ابراہیم نام۔ ملک عراق میں فن قرأت کے امام مانے گئے ہیں ۷۶ برس کی عمر میں سنہ ۶۸۲ھ میں انتقال کیا۔

(۳۲) اسمٰعیل ابن احمد

مفسر تھے۔ اصابہ میں حافظ ابن حجر نے جابجا ان کے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔ مزید حالات نہیں معلوم ہوئے۔ فقط

علماے سلف

ہماری قومی زبان اردو کے مشہور مصنف مولٰنا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی کی نہایت مقبول تصنیف (جو عربی کی مستند ترین تاریخی کتابوں کے تقریباً چھ ہزار (۶۰۰۰) صفحات کے عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے) اس کتاب سے ایک نظر میں معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنے عروج کے زمانہ میں مسلمانوں کے اندر علم کا کس قدر ذوق تھا اور مسلمان علما کی پبلک اور پرائیوٹ زندگی کی کیا کیفیت تھی مختصر یہ ہے کہ ایسی کتاب دنیا کی کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ کتاب کی خوبی صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے بیان و زبان کی پاکیزگی و شستگی کے ساتھ لکھائی چھپائی بھی نہایت دیدہ زیب۔ قیمت

نابینا علما

علماے سلف کے سلسلہ میں یہ رسالہ اُن مسلمان علما کے حالات میں ہے جنھوں نے سر کی آنکھوں سے محروم ہونے کی باوجود علم کے نور سے نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے دل و دماغ کو منور کیا۔ دنیا کی ہر زبان میں ایسے رسالے بہت کم ہیں۔ اردو زبان میں یہ سب سے پہلا اور اب تک واحد رسالہ ہے۔ قیمت

مجنوں لیلیٰ

خمسۂ خسروی کی تیسری مثنوی قیس عامری کے عشق کا مشہور افسانہ جس میں سوز و گداز اور درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ ترجمہ تصحیح و تنقید جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی ریاست حیدر آباد دکن۔ قیمت

سرسید کی یاد

یعنی وہ مقالہ جو نواب صدر یار جنگ بہادر نے سرسید کے یوم ولادت ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو مسلم یونیورسٹی کے ''یوم یادگار'' کے جلسہ میں پڑھا جس میں سرسید کی تعلیمی جدوجہد کا ذکر نہایت دلچسپ و پُر اثر پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ قیمت

[illegible]

فقہ حنفی | یعنی وہ رسالہ جس میں فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت سے مورخانہ و محدثانہ بحث ہے اور جس میں ضمناً حضرت ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے دو نامور شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد اور بعض دیگر اساطین فقہ حنفی حضرت عبد اللہ ابن مسعود، علقمہ بن قیس، مسروق الہمدانی، اسود النخعی، عمر بن شرحبیل، شریح القاضی، ابراہیم النخعی، حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہم کے حالات سے بھی التفات ہے۔ قیمت ۴ ر

آفتاب رسالت | جس میں پیغمبر آخر الزماں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات نہایت صحیح صحیح صاف اور سادہ طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ مسلمانوں کے مذہبی جلسوں و مولود شریف کی محفلوں میں پڑھے جانے کے لائق ہے ۔۔۔ قیمت ۸ ر

شان رسالت | یہ وہ تقریر ہے جو نواب صاحب ممدوح نے اپنے دار الریاست حبیب گنج کی محفل میلاد مبارک میں بتاریخ ۱۱ ربیع الآخر سنہ ۳۵۲ ارشاد فرمائی اور جس میں قرآن شریف کے لفظ شاکلہ کی تفسیر بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے چند واقعات کو اس پر منطبق کیا ہے جیسے بیان معراج، شفاعت، فتح مکہ وغیرہ وغیرہ قیمت ۳ ر

رسالت عامہ | یہ بھی نواب صاحب ممدوح کی ایک تقریر ہے جو میلاد مبارک کے جلسے میں کی گئی تھی اور جس میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تا قیام قیامت تمام نسلوں، قوموں اور جماعتوں کے لئے ہے ۔۔۔ قیمت ۳ ر

(ملنے کا پتہ محمد مقتدی خاں شروانی علی گڑھ)

استاذ العلماء حضرت مفتی محمد لطف اللہ صاحب مرحوم کے سوانح جن کے ضمن میں اُن کے اُستاذ مفتی عنایت احمد صاحب شہید اور اُستاذ الاستاذ مولوی بزرگ علی صاحب مرحوم کے کچھ مختصر حالات اور مفتی صاحب مرحوم کے اجل شاگردوں کے اسماء بھی شامل ہیں اس رسالہ سے آپ سے پہلے زمانہ کے اساتذہ اور تلامذہ کے طریق افادہ و استفادہ پر عمدہ روشنی پڑتی ہے تعلیم قدیم و جدید دونوں سے تعلق رکھنے والوں کے لئے یکساں سبق آموز ہے ... ... قیمت ۳ر

تبصرہ (ریویو) تاریخ خطیب بغدادی پر۔ یہ کتاب تاریخ اسلام کے متعلق نہایت معرکۃ الآرا کتاب ہے جو نایاب خیال کی جاتی تھی اور حال ہی میں چھپ کر آئی ہے۔ خود کتاب پر ریویو کے علاوہ مصنف (خطیب بغدادی) شہر بغداد، محمد بن اسحٰق صاحب سیر، محمد بن جریر طبری، امام ابو حنیفہ اور اُن کی فقہ اور اساطین فقہ حنفی مثلاً حضرت علامۃ الامۃ عبد اللہ ابن مسعود، علقمہ، اسود، شرحبیل، مسروق، شریح، ابراہیم، حماد، محمد، ابو یوسف وغیرہم رضی اللہ عنہم اور فقہ حنفی پر نہایت دلچسپ اور قابل قدر مقالے ہیں ... ... قیمت ۵ر

خطبہ افتتاحیہ حیدر آباد ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ از مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی۔ کہنے کو تو یہ کانفرنس کا خطبہ صدارت ہے۔ لیکن جو کچھ ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس کا ایک ایک لفظ عبرت و بصیرت کا باعث اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے ضخامت ۲۰ صفحے۔ قیمت ایک آنہ ار

ملنے کا پتہ محمد مقتدیٰ خاں شروانی علی گڑھ

ذکر شریف ایک مجلس میلاد کی تقریر جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات اور مبارک عادات اور بطور نمونہ چند معجزات کا نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے .... قیمت ۲؍

پیغامِ رحمت یوم النبی کے موقع کی تقریر جس میں بتایا گیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خدا کی طرف سے اُس کے بندوں کو توحید، امن، علم، مساوات، اخوت، حقوق، عدل، پارسائی، تقویٰ اور صفائی و پاکیزگی کے کیسے کیسے جاں پرور پیغام ملے .... قیمت ۲؍

اسلامی اخلاق مضمون اخلاق پر دل نشین بحث کرنے کے بعد اچھے اور برے اخلاق کے متعلق کثیر التعداد حدیثوں کا اردو ترجمہ دیا ہے اور اخلاق جیسے خشک مضمون کو شگفتہ بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ بڑوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید ہے .... قیمت ۸؍

عرضِ اخلاص ایک تقریر جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان لڑکیاں ضرورتِ زمانہ کے مطابق ضرور عمدہ تعلیم پائیں۔ مگر اس طرح کہ شعائر اسلام پر نہایت استحکام کے ساتھ قائم رہیں اور سادہ اسلامی معاشرت ہاتھ سے نہ جانے دیں .... قیمت ۲؍

تذکرہ بابر ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کی بنیاد رکھنے والے شاہ ظہیر الدین بابر غازی کے نہایت دلچسپ حالات جو اخلاقی اور تاریخی دونوں حیثیتوں سے نہایت دلچسپ اور قابلِ مطالعہ ہیں قیمت ۶؍

ملنے کا پتہ محمد مقتدیٰ خاں شروانی علی گڑھ

خطبۂ صدارت

یعنی جناب مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی سابق صدر الصدور امور مذہبی سرکار نظام کا خطبۂ صدارت جو انہوں نے بحیثیت صدر اجلاس پراونشل کانفرنس صوبہ بمبئی بمقام پونا اگست ۱۹۱۶ء میں پڑھا۔ قیمت ۱ر

خطبۂ صدارت شعبۂ اردو

۱۹۲۸ء میں آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کا پانچواں اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔

نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب حسرت شروانی اس شعبہ کے صدر تھے۔ اس موقع پر آپ نے جو خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ اس نے ہر طرف سے خراج تحسین وصول کیا۔ یہ خطبہ اردو زبان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔

اس مختصر اشتہار میں یہ بتانا ناممکن ہے کہ یہ خطبہ کیا چیز ہے۔ مختصر یہ کہ مصنف کی وسعت علم کی واقفیت، ذوق سلیم، حسن مذاق و وسعت معلومات کا نتیجہ ہے اور باعتبار جامعیت صحت تاریخی واقعات ایجاز و طرز بیان آپ اپنی مثال ہے۔ یہ ایسا خطبہ نہیں جو ایک بار پڑھ لینے یا سن لینے کے بعد بیکار ہو جائے بلکہ باقاعدہ سمجھ کر پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔ چھپائی لکھائی نہایت عمدہ و نفیس کاغذ سفید، ضخامت [illegible]

حالاتِ حزیں

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ بنارس میں نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی نے مشہور نازک خیال شاعر علی حزیں پر ایک پر مغز لکچر دیا تھا۔ چونکہ بنارس حزیں کا مدفن ہے اس لئے یہ لکچر اور زیادہ دلچسپی سے سنا گیا۔ اس لکچر میں صرف حزیں کے عجیب حالات بیان کئے گئے ہیں بلکہ اس کی شاعرانہ حیثیت پر بحث کر کے منتخب کلام پیش کیا گیا ہے۔

قیمت ۳ر

ملنے کا پتہ محمد مقتدیٰ خاں شروانی علی گڑھ

(ذیل کی تین کتابیں (۱) ذکر مبارک (۲) یادِ ایام اور (۳) گنجینۂ سلیمانی۔ نواب صدر یار جنگ بہادر کی مصنفہ نہیں ہیں البتہ ممدوح کی پسند کردہ ہیں)

ذکر مبارک

یہ کتاب حضرت سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر معتبر و مستند سوانح عمری ہے۔ باوجود اختصار کوئی ضروری بات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارک کے متعلق ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ مثلاً حضور کے خاندان، ولادت، رضاعت اور ایام طفولیت کے واقعات لکھنے کے بعد زمانہ نبوت سے پہلے کے حالات بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد عہد نبوت اور مکہ معظمہ کے زمانہ قیام کے سبق آموز حالات اور کفار سے جو معاملات پیش آئے ان کا ذکر ہے۔ پھر ہجرت اور قیام مدینہ منورہ کے زمانہ کے حالات اور تمام لڑائیوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد تمام ضروری حالات زمانہ وفات تک کے لکھے ہیں۔ آخیر میں ازواج مطہرات و اولاد کا مفصل تذکرہ اور پھر بہت خوبی کے ساتھ آپ کے تمام محاسن و اخلاق کا تذکرہ ہے۔ کتاب ۹ ابواب پر منقسم ہے۔ علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال مرحومہ نے تین مرتبہ کتاب کو بغرض حصول ثواب شائع کیا۔ ایک ہزار جلدیں کانفرنس کو بغرض تقسیم عطا فرمائی تھیں جب اخبارات میں اعلان کیا گیا تو قریباً تین ہزار درخواستیں اس کی طلب میں آئیں جب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی کو مسلمانوں کی اس رجحان و شوق کا حال معلوم ہوا تو حضرت نے بغرض حصول ثواب دو ہزار جلدیں اپنے صرف خاص سے طبع کرا دیں۔ نواب صاحب کے خیال سے اس کی بہت کم قیمت رکھی ہے تاکہ ہر شخص آسانی سے اس کو خرید کر اپنے مولیٰ و آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ حالات معلوم کر سکے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ خوش حال مسلمان اس کی سیکڑوں جلدیں خرید کر مکتبوں، مسجدوں اور غریب مسلمانوں میں تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ قیمت ۵/

ملنے کا پتہ محمد مقتدیٰ خاں شروانی علی گڑھ

یادِ ایام مصنفہ جناب مولانا حکیم سید عبد الحی صاحب مرحوم سابق ناظم ندوۃ العلما جس کو فاضل مصنف نے جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی کی خواہش پر تالیف فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں عہد اسلامی میں صوبۂ گجرات کی علمی ترقی کی ولولہ انگیز تاریخ نہایت تحقیق و کاوش سے لکھی گئی ہے۔ جس کے مطالعہ سے وہاں کا علمی مرقع ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خطۂ گجرات بھی سلاطین اسلام کے زمانہ میں علم و فن کا ایک شاندار مرکز تھا۔ مصنف کی تحقیقات و کاوش قابل ستائش ہے لکھائی چھپائی عمدہ قیمت بارہ آنے ۱۲؍

گنجینۂ سلیمانی شاہ آباد اودھ کا ایک مردم خیز قصبہ ہے یہاں گذشتہ ایام میں ایک نہایت نامور طبیب پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے کمال فن کی بدولت واجد علی شاہ آخری شاہ اودھ سے خان بہادر معالج الدولہ کا خطاب پایا۔ اس کے بعد بھوپال میں بہت عروج حاصل کیا اور ریاست کے افسر الاطبا کے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ آپ کیا بہ لحاظ کمال فن طب اور کیا بہ لحاظ لیاقت غیر معمولی شخص تھے۔ اپنی زندگی میں بڑے بڑے کام انجام دیئے۔ آپ کا دماغ خاص طور پر سیاسی واقع ہوا تھا جس سے آپ نے خوب کام لیا۔ اگر آپ یہ سب دلچسپ حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو گنجینۂ سلیمانی کا مطالعہ کیجئے یہ کتاب حکیم صاحب یعنی معالج الدولہ خان بہادر حکیم سید فرزند علی صاحب افسر الاطبا کے ایک ہم وطن نے لکھی ہے جو تمام حالات سے واقف ہیں اور جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی نے اپنے مصارف سے طبع کرائی ہے۔ لکھائی کاغذ سب چیزیں نہایت عمدہ ہیں قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے تاکہ کتاب کی اشاعت زیادہ ہو اور لوگ فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ۸؍

ملنے کا پتہ محمد مقتدیٰ خاں شروانی علی گڑھ